بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جہات

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا.........

برسوں کی کالی اور ظلم وستم سے لبریز رات کے بعد بے شمار دعاؤں اور لاتعداد اذانوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اہل پاکستان کو ایک نعمتِ غیر مترقبہ جنرل محمد ضیاالحقؒ شہید کی شکل میں عطا فرمائی تھی جو ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کی سہ پہر کو ایک سازش کے نتیجے میں چھن گئی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ قرآن نے تو یہ بات واضح کر دی ہے کہ

کُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ ۝ وَّیَبۡقٰی وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ۔

(سورۃ الرحمٰن : ۲۶ ، ۲۷)

ترجمہ : زمین پر جو بھی ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات، عظمت و احسان والی باقی رہ جانے والی ہے ۔

رہے نام اللہ کا ۔ موت کا مزہ تو ہر نفس کو چکھنا ہے ۔ لیکن اہل پاکستان نے ایسی حیات دیکھی تھی اور نہ ایسی موت ۔ اس ملک پر ایک دور ایسا بھی گزر چکا ہے جس میں کسی کی عزت محفوظ تھی نہ آبرو ۔ نہ جان اور نہ مال ۔ ہر طرف ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا ۔ شرافت کی دھجیاں بکھیری جارہی تھیں شرفاء گلیوں میں چھپے پھرتے تھے ۔ معصوم لڑکیاں اغوا ہوتیں اور گورنر ہاؤس سے برآمد ہوتی تھیں ۔ ملک کے گوشے گوشے میں دلائی کیمپ جیسے عقوبت خانے قائم تھے جہاں اپنے سیاسی مخالفین کو عذاب کا نشانہ بنایا جاتا تھا اور اسی پر بس نہیں بلکہ وزیر اعظم معمولی سی مخالفت پر فائلوں پر خود ہی تحریر فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کو نیست و نابود کر دیا جائے یا اس آدمی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے ۔ جمہوریت سوشلزم اور اسلام کا ایک تگڈم (تثلیث) تیار ہوا جس کا مطلب یہ تھا کہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا

بھان متی نے کنبہ جوڑا" بھان متی کا گھروندا دو دن بھی تو نہیں ٹھہر سکا یعنی جمہوریت کی مٹی پلید ہوئی اور اہل پاکستان نے جمہوریت کا وہ روپ برسہا برس کے بعد دیکھ لیا جسے اقبالؒ نے دیو استبداد کی شکل میں عرصہ پہلے دیکھا تھا۔ سوشلزم کا ماشاء اللہ ایسا نظام دکھایا گیا کہ انشاء اللہ العزیز صدیوں تک پاکستان کے عوام سوشلزم کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ دھرتے رہیں گے اور اسلام وہ تو بحمد اللہ "ہے جمالو" کے رقص تک ہی محدود رہا۔ الیکشن کی دھاندلی کے نتیجے میں عوام سڑکوں پر آگئے اور بالآخر جنرل محمد ضیاء الحق شہید علیہ الرحمۃ کو عنانِ اقتدار اپنے ہاتھوں میں سنبھالنا پڑی جس وقت شہید جنرلؒ نے مارشل لاء نافذ کیا ہزارہا افراد ہسپتالوں میں زخمی پڑے تھے اور لاکھوں جیلوں میں سینکڑوں جام شہادت نوش کرکے منوں مٹی کے نیچے جا چکے تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ جب تک جمہوریت کا نعرہ لگتا رہا پاکستان کے عوام نے قومی اتحاد کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا جب قومی اتحاد کے لیڈران کرام نے محسوس کیا کہ جمہوریت کے نام پر یہ قوم قربانی نہیں دے گی تو نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگایا گیا اور اس نعرہ کی اثر انگیزی سب نے کھلی آنکھوں دیکھی کیونکہ یہ برصغیر کے مسلمانوں کی رگ جان ہے اور ہر وہ شخص جو برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ پر نظر رکھتا ہے بخوبی جانتا ہے کہ اسلام یہاں کے مسلمانوں کے لیے واحد قوت محرکہ ہے اور اسلام کے سوا کوئی قوت اس قوم کو قربانی کے لیے تیار نہیں کرسکتی شہید جنرل محمد ضیاء الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پہلی تقریر میں ہی اپنی ترجیحات کا اعلان کیا تھا کہ "میں نے یہ چیلنج صرف اسلام کے ایک سپاہی کی حیثیت سے قبول کیا ہے" اور اپنے ۱۱ سالہ دور حکومت میں اسلام کا یہ سپاہی صرف اسلام ہی کا سپاہی رہا کیسے کیسے انقلابات آئے طوفان اُٹھے پاکستان کے مشرقی اور مغربی محاذوں پر کیسی کیسی ہنگامہ آرائیاں ہوئیں، اندرون ملک سازشوں کے جال بُنے گئے سیاسی طالع آزماؤں نے کیسے کیسے گھناؤنے الزامات لگائے مگر شہیدؒ ہمالہ کی طرح ڈٹا رہا شرافت، شفقت، عبادت، ریاضت خلوص عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جذبہ خدمت، صداقت، دیانت، اس کی سیرت کے ایسے اجزاء ہیں جن سے اس کا خمیر اٹھایا گیا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر کسی کا دل نہیں دکھایا اس نے اپنی طرف بڑھنے والے کسی پرخلوص ہاتھ کو نہیں جھٹکا لوگ اس کے منہ پر نہایت واضح

الفاظ میں تنقید کرتے لیکن وہ نہایت شائستگی سے اپنے ناقدوں کی دو چار جملوں میں غلط فہمیاں دور کر دیتا وہ ایک فوجی حکمران تھا اور ۱۹۸۵ء تک مطلق العنان رہا لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس نے کوئی بھی ذاتی مفاد حاصل کیا۔ کسی کی جان، مال اور عزت و آبرو پر حملہ کیا کسی کو فکس اپ کرنے کی دھمکی دی ہو۔ پریس نے اس کے خلاف کیا کچھ نہ لکھا اس کے پاس پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس موجود تھا وہ اگر چاہتا تو بہت کچھ کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے کبھی بھی پریس پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہ کی اور یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ جنرل ضیاؒ شہید کے دورِ حکومت میں جتنا پریس آزاد رہا پاکستان کی تاریخ میں کبھی بھی اتنا آزاد نہیں رہا تھا۔

جب ایک سپر پاور نے افغانستان میں مسلح مداخلت کی تو یہاں کے لیڈرانِ کرام کانپ کانپ اٹھے لہجے بدل گئے اور انہوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ روس پاکستان میں آیا کہ آیا لوگ بجلی کی کیتلی نہیں خرید رہے تھے کہ اب خرید کر کیا فائدہ آخر تو روس آئے گا اور سب کچھ چھن جائے گا پاکستان کے وہ غدار سیاسی رہنما جو بھارت اور روس کے ٹکڑوں پر پلتے ہیں اور نہایت غداری سے پاکستان میں رہ کر اس کے کھیتوں کا غلہ کھا کر اس کے چشموں کا پانی پی کر اس کی فضاؤں میں سانس لے کر پاکستان کے دشمن ممالک کے گن گاتے ہیں انہوں نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان میں کمیونزم کو داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔

لہٰذا خیریت اس میں ہے کہ اب کھلے دل سے روس کا استقبال کیا جائے اور اس کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر رکھ لیا جائے۔ اس مردِ مومن شہید نے ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں یہ جرأت مندانہ اعلان کر کے کہ "پاکستان کے دس کروڑ عوام بے جان تنکے نہیں ہیں کہ روس انہیں پھونکوں سے اڑا دے گا۔ ہم لڑیں گے ایک ایک گلی اور ایک ایک کوچہ میں لڑیں گے۔ ہتھیار نہ ہوں گے تو لاٹھی لے کر لڑیں گے مگر روس کو یا کمیونزم کو پاکستان میں داخل نہیں ہونے دیں گے" پاکستانی ملت کے جسد مردہ میں جان ڈال دی ناامیدیوں کے اندھیرے چھٹ گئے اور ایک عزمِ جواں کے ساتھ ملتِ اسلامی پاکستان چٹان بن کر کھڑی ہو گئی۔

اس مردِ حق نے اسلامی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر ۳۰ لاکھ افغان مہاجرین کو پاکستان میں پناہ دی اس کے لیے ایسے ایسے طعنے سنے کہ کوئی دوسرا ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا مگر وہ اپنے

موقف پر ڈٹا رہا اور سیاسی حکمت عملیوں کے ذریعے اس نے مسئلہ افغانستان کو ایک بین الاقوامی مسئلہ بنا کر روس کو مجبور کر دیا کہ وہ انتہائی ذلت کے ساتھ اپنی افواج کو افغانستان سے واپس بلا لے۔ جس وقت بھارت نے اپنی افواج کو پاکستانی سرحدوں پر جمع کر دیا تھا بڑے بڑوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے اور جنگ یقینی نظر آرہی تھی۔ کرکٹ ڈپلومیسی کے ذریعے جنرل ضیاء نے وہ اقدام کیا کہ دنیا محوِ حیرت رہ گئی۔

جانے والے کی کن کن خدمات کا تذکرہ کیا جائے دو چار ہوں تو گنائی جائیں۔ اس شہید کی سیرت تو ایسی گوناگوں متنوع اور رنگارنگ ہے کہ ع

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
نظارہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

شہید ضیاء رحمۃ اللہ علیہ ——

نے اپنے پہلے خطاب میں ایک جملہ فرمایا تھا کہ میں اسلام کے ایک سپاہی کی حیثیت سے یہ چیلنج قبول کر رہا ہوں اس کا ۱۱ سالہ دورِ حکومت قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس کے اس جملے کی عملی تفسیر تھا۔

یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام کے ۹۰ کروڑ مسلمانوں نے اقوام متحدہ میں خطاب کرنے کے لیے اسے اپنا نمائندہ منتخب کیا تھا اور یہ اسی کی جرأت ایمانی تھی کہ اس کی تقریر سے پہلے اقوام متحدہ کے ہال میں قرآن کی تلاوت گونجی۔ غیر جانبدار ملکوں کی کانفرنس ہو کہ اسلامی سربراہی کانفرنس شہید ضیاءؒ نے ہر جگہ کلمہ حق بلند کیا اور اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچا کر اتمام حجت کیا کہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں اسلام کا پیغام نہیں ملا تھا۔ سابقہ دورِ حکومت میں جو غلاظتیں ملک میں پھیلائی گئی تھیں اور جس طرح عوام کے اخلاق کو تباہ کیا گیا تھا بیان سے باہر ہے۔ مگر شہید ضیاءؒ نے اس لٹے ہوئے کارواں اور برہم شدہ انجمن کو جب سنبھالا تو ایسا سنبھالا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔

اسلام کے وقار کو بحال کیا دینی اقدار کو فروغ دیا ایوان اقتدار کو غلاظتوں سے پاک کیا لوگ پیٹتے رہے کہ پی آئی اے کی بین الاقوامی پروازوں میں شراب بند کرنے سے کروڑوں

کا خسارہ ہوگا مگر اس مردِ خود آگاہ و خدا مست نے کسی کی ایک نہ سنی اور پی آئی اے کی پروازوں میں ام الخبائث کا داخلہ بند کر دیا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ خسارے کے بجائے پی آئی اے کو کروڑوں کا منافع ہوا۔ سابقہ دور میں پی ٹی وی غلاظتوں کا مرقع تھا اور ریڈیو پاکستان فحش گانوں اور بے حیائی کا پرچارک۔

جنرل ضیاء شہیدؒ نے اس کے تفریحی پہلوؤں کو باقی رکھتے ہوئے اس طرح اصلاح فرمائی کہ دنیا کا ہر ذی ہوش آدمی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگیا۔

اسلام میں اصلاحِ معاشرہ کے لیے دو پہلوؤں پر زور دیا جاتا ہے اور ان کے لیے اس نے دو نظام وضع کیے ہیں۔ (۱)۔ نظامِ برکات ۔(۲)۔ نظامِ عقوبات نظامِ برکات کے سلسلے میں مردِ مومن نے نظامِ زکوٰۃ و عشر فلاحِ معذوراں، فلاحِ بیوگاں، جہیز فنڈ جیسی چیزیں قائم کیں اور نظامِ عقوبات کے سلسلے میں اسلامی حدود کا نفاذ کیا۔ اسلامی نظامِ عدل کا مسودہ تیار تھا اور اپنی ۱۴ اگست کی تقریر میں جنرل صاحب نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ سولہ نومبر سے پہلے پہلے اس کا نفاذ عمل میں آجائے گا۔ کہ ۱۷ اگست کی سہ پہر کو ؏

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

نظامِ تعلیم کی اصلاح کے لیے جنرل صاحب نے ایک مستقل کمیشن تشکیل دیا اور اقتصادی نظام کی اصلاح کے لیے بھی ایک مستقل کمیشن تشکیل دیا تھا۔ جن کی سفارشات بقول ان کے مشورہ کا درجہ نہیں رکھتی تھیں حکم کا درجہ رکھتی تھیں شرعی عدالتوں کا قیام اور شریعت آرڈی نینس کے ذریعے قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کا عزم بنکوں سے تدریجاً سود کا خاتمہ اور پاکستان میں بلاسود بنکاری کا آغاز کابینہ کے اجتماعات کا تلاوت کلام پاک سے آغاز احترام رمضان آرڈی نینس اقامت صلوٰۃ کی تنظیم یہ وہ کارنامے ہیں جن کی نظیر پاکستان میں تو کیا برصغیر کے کسی مسلم حکمران کے دور میں نہیں ملتی۔ لہٰذا اگر یہ بات کہہ دی جائے تو غلط نہ ہوگی کہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد چشمِ فلک نے اگر واقعۃً کسی عظیم حکمران کو سریرآرائے تختِ حکومت دیکھا تو وہ شہید محمد ضیاء الحق رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جس طرح انہوں نے اندرونِ ملک اسلامی شعور کو بیدار کیا علماء کے وقار کو بحال کیا تبلیغ دین کے راستے ہموار کیے اسی طرح انہوں نے مسلم اُمہ

کو وطنیت عربیت وعجمیت کے بندھنوں سے آزاد کر کے ان میں وحدت امت اسلامی کے جذبات کو پروان چڑھایا یہ کہنا غلط ہوگا کہ جنرل ضیاء الحق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے صرف پاکستان کو متاثر کیا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مرحوم نے روح عصر کو متاثر کیا۔

مرنے والے کے ذاتی کردار کی خوبیوں کی داستانیں ملک میں اس طرح بکھری ہوئی ہیں کہ انہیں چند صفحات میں سمیٹنا ممکن نہیں جن لوگوں نے شہید جنرل محمد ضیاء الحقؒ کے ساتھ ۳۵ ۳۵ اور ۴۰۔ ۴۰ سال گزارے ہیں انہوں نے یہ شہادت دی کہ شہید موصوف شروع ہی سے نہایت پاکباز پاک طینت صوم وصلوٰۃ کے پابند سادگی پسند، خوش گفتار خوش رفتار منکسر المزاج حلیم الطبع عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے ذات خداوندی پر مکمل اعتماد رکھنے والے اور انتہائی خطرناک اور مشکل لمحات میں مجسم صبر اور مستقیم المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنے دور میں سیرت اور تبلیغ سیرت کو جتنی اہمیت دی اس سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ ہجرہ کمیٹی اور سیرت کی کتابوں پر ایوارڈ دینے کا سلسلہ جنرل صاحب مرحوم نے ہی شروع کیا۔ تلاوت کلام پاک اور نعت سے ان کے جلسوں کا آغاز ہوتا تھا سیرت کے بیان پر کبھی کبھی وہ اتنے آنسو نچھاور کیا کرتے تھے کہ پورا ملک ان کے ساتھ فرطِ محبت وعقیدت میں آنسو بہاتا رہتا تھا۔

عفو و درگزر ان کی سیرت کا ایسا نقش دوام ہے جسے انقلابات زمانہ اور مرور ایام مٹا سکتے ہیں نہ بھلا سکتے ہیں۔ آج ان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی اسباب کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ غرض کہ شہید ضیاءؒ کی سیرت کے بارے میں اتنا کہہ کر خاموش ہو جانا چاہیے ؎

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز ودم درکش
حسن ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

اقبال نے خوب کہا ہے،

سالہا در کعبہ وبتخانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید برون

۱۷ اگست کی شام نہ صرف پاکستان کی تقدیر کی شام ہے بلکہ پورے عالم اسلام کے مقدر کی

شام ہے جس شام ایک گہری سازش کے تحت جنرل ضیاء الحق شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کے جہاز کو دشمنانِ اسلام نے محض اس لیے تباہ کیا کہ اب ان کے لیے کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا تھا۔ دین و شرافت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سیلاب جو جنرل ضیاءؒ کے جلو میں چلا آرہا تھا ان کے ذہن میں اس سیلاب کے روکنے کا یہی ایک حربہ تھا۔ خیر انہوں نے یہ دولت پاکستان سے چھین لی اور پاکستان کے بہترین سپاہی ہم سے رخصت ہوگئے لیکن قوم نے اس درد کو جس طرح محسوس کیا وہ بھی بے مثال ہے سوائے ان آنکھوں کے جو اندھی ہیں اور جنہیں بجا طور پر "چشم بدبیں" قرار دیا جا سکتا ہے کون آنکھ ہوگی جو روئی نہ ہوگی پاکستان کے کس گھر سے نالۂ و شیون کی صدائیں بلند نہ ہوئی ہوں گی۔ سارا ملک رویا اور خوب خوب رویا۔ موافق بھی روئے مخالف بھی روئے اپنے بھی روئے بیگانے بھی روئے اور خوب خوب روئے موت تو برحق اور بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو رات قبر میں آنے والی ہوتی ہے وہ آکر رہتی ہے لیکن ع

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
اس جان کی کوئی بات نہیں یہ جان تو آنی جانی ہے

لوگ کہتے تھے کہ پاکستان کے عوام جنرل ضیاء الحق کے ساتھ نہیں ہیں اگر وہ اندھے نہیں ہیں تو دیکھ لیں کہ پاکستان کے عوام کس کے ساتھ ہیں ۲۵ ۔ ۳۰ لاکھ انسانوں کا یہ سمندر جو شہید جنرل محمد ضیاء الحقؒ کا جنازہ لے کر ایک سیل رواں کی طرح شہید شاہ فیصل کے نام سے منسوب مسجد کی طرف بڑھ رہا تھا وہ پاکستان کے عوام نہیں تھے تو کون تھے۔ جنازے کے جلوس میں تو بہت سے نعرے لگائے جا رہے تھے مگر ان نعروں میں ایک نعرہ ایسا تھا جو اس عقدے کی گرہ کشائی کرتا ہے

میرا تیرا رشتہ کیا ــــــ لا الٰہ الا اللہ

یعنی پاکستان کے عوام کا رشتہ جنرل ضیاءؒ شہید کے ساتھ صرف اور صرف اسلام کا رشتہ تھا۔ یہ رشتہ درس عبرت بلکہ لائحہ عمل ہے ان لوگوں کے لیے جو پاکستان کے عوام کی قیادت حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ زندگی ایسی جس کی کوئی مثال نہیں اور موت ایسی

کہ تمنا کرے کوئی ع

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بدعا آرزو کنند

یہ سعادت جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ کی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی کہ مشرق و مغرب شمال و جنوب عرب و عجم حتیٰ کہ حرمین شریفین اور الازہر الشریف میں ان کی نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی اور ہر جگہ ان کی یاد کے آستانے پر آنسوؤں کے نذرانے چڑھائے گئے۔ شائد ایسی ہی موت کے لیے سعدی شیرازی نے کہا تھا ع

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بود ند و تو گریاں
آں چناں زی کہ وقتِ مردن تو
ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں علماء مشائخ اہل فکر و دانش اور ان حضرات کا جو اسلام کو اس ملک میں جاری و ساری دیکھنا چاہتے ہیں کیا فرض ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے وہ شہداء کو حیاتِ جاوید عطا کرتا ہے جنرل ضیاء شہید نے اپنے ساتھیوں سمیت صرف اسلام اور امت مسلمہ کی سربلندی کے لیے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے اور اس سنت کو زندہ کیا ہے جسے کربلا والوں نے قائم کیا تھا جس طرح کربلا والوں کی قربانی ضائع نہیں گئی ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز جنرل ضیاء شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کا خون بھی جو راہ حق میں بہایا گیا ضائع نہیں ہوگا۔

کیونکہ یہ سنت الٰہیہ ہے کہ ع

اگر چراغ حقیقت کو گل کیا تم نے
تو موجِ دود سے صد آفتاب ابھریں گے

کربلا والوں سے جنرل ضیاء شہیدؒ کی کوئی نسبت نہیں کہ

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تاہم آقا اور غلام، آفتاب اور ذرہ، سمندر اور قطرہ والی نسبت کا انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے بعد شہادت اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عزت عطا فرمائی وہ از روئے قرآن (فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ)

ضیاء شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آکر رہے گی۔

جیسے کوئی حاسد، معاند اور دشمن چھین نہیں سکتا اہل کربلا سے ایک اور مناسبت پائی جاتی ہے کہ شہادت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے بعد یزیدیوں نے خوشی کا اظہار کیا اور اہل کوفہ کے اشقیاء نے جشن منایا اسی طرح آج کے اشقیاء نے بھی شہداء کی شہادت پر خوشی منائی مٹھائی تقسیم کی اور بھنگڑا ڈالا۔ ایسا ہوا ہمیں کوئی تعجب نہیں ہے بلکہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو ہمیں تعجب ہوتا کیونکہ بہار کے ساتھ خزاں کا ہونا نور کے ساتھ ظلمت کا، پھول کے ساتھ کانٹوں کا، حق کے ساتھ باطل کا، اسلام کے ساتھ کفر کا اور ایمان کے ساتھ نفاق کا ہونا لازمی ہے۔ ضیاء شہیدؒ حق کا نمائندہ تھا وضو کی حالت میں قرآن سینے سے لگائے اپنے ربّ کے حضور میں حاضر ہو گیا جو تاریکی، ظلم، جبر اور کفر و نفاق کے نمائندے ہیں ان کے گھروں میں گھی کے چراغ تو جلیں گے۔ کہ ان کی راہ کا کانٹا ہٹ گیا۔ لیکن انشاء اللہ العزیز ثم انشاء اللہ العزیز ایسا ہرگز نہیں ہوگا پاکستان کے عوام اور جماعت اہل حق کا ہر فرد ضیاء شہیدؒ کی طرح اہل باطل کا راستہ روکے گا اس ملک کی سرزمین کے ہر ذرے پر شہیدوں کے خون کی مہر ہے جو صرف اسلام کی راہ میں بہایا گیا اس لیے جو جماعت یا جو فرد بھی اس کی خلاف ورزی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ملیا میٹ کر دے گا۔ یوں تو پاکستان پر بارہا نازک وقت آئے لیکن قیادت کا اس طرح کا خلا یا تو قائد اعظمؒ کی وفات کے وقت ہوا تھا یا شہدائے بہاولپور کی شہادت کے بعد۔ ایسا لگ رہا ہے کہ ایک سرپرست تھا، ہمدم و دمساز تھا جو چلا گیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ ایک خوشبو کا جھونکا تھا جو ملت کے وجود کو چھو کر گزر گیا

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

مگر یہ وقت دل گرفتہ ہو کر بیٹھ رہنے یا ہمت ہار دینے کا نہیں ہے بلکہ پوری قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جانے کا وقت ہے۔ مسلکوں، فرقوں، صوبائی عصبیتوں، نسلی

اور لسانی عصبیتوں کو پاؤں سے کچل کر ملت واحدہ کی طرح دشمنان اسلام اور دشمنانِ پاکستان کے مقابلے پر کھڑے ہوجانے کا وقت ہے ۔ اس وقت کی معمولی سی غفلت العیاذ باللہ ہمارے چمن عافیت کو جہنم کدہ بنا سکتی ہے ۔ اس وقت پوری قوم آزمائش کی بھٹی میں جل رہی ہے اس بھٹی سے کندن بن کر ہمیں نکلنا ہے ۔ شہید جنرل ضیاءؒ نے اپنا خون دے کر ہمیں ایک راہ دکھائی ہے ، ہمارے دلوں میں ایمان کی شمع جلائی ہے ۔ یہ شمع شہیدؒ کی امانت ہے ۔

اور اس امانت کی حفاظت اس ملک کے عوام اور علماء و مشائخ کی ذمہ داری ہے ہمیں اپنے سفر کو جاری رکھنا ہے ۔ شہید جنرل ضیاءؒ نے ہماری منزل متعین کر دی ہے ۔ روشنی ہمارے ساتھ ہے ۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ قدم نہ رکیں بڑھتے ہی جائیں تاآنکہ منزل زیر قدم آجائے

اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضىٰ ۔

اللّٰهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وسلم واجعلنا منهم واخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم ولا تجعلنا منهم ۔